مرتب: حافظ عمران الٰہی

روزوں کی قضا اور فدیہ کے بارے میں فتاویٰ

بیماری کی بنا پر پچیس برس قبل روزے نہیں رکھے اور نہ ہی اب تک قضا کی ہے

سوال: میرے خاوند کو پچیس برس قبل رمضان سے ایک دن قبل سانپ نے ڈس لیا اور وہ دو ماہ تک خطرناک حالت میں رہے، اور اس کے بعد والے رمضان میں بھی انہوں نے دس روزے نہیں رکھے حتیٰ کہ ڈاکٹر نے اُنہیں روزے رکھنے کی اجازت دے دی۔ اس وقت مالی حالت خراب ہونے کی بنا پر میرے خاوند مسکینوں کو کھانا بھی نہیں کھلا سکے، اب الحمد اللہ مالی حالت اچھی ہے تو کیا صرف قضا میں روزے رکھے جائیں یا کہ مسکینوں کو کھانا بھی کھلائیں؟

اوّل: اتنی مدت تک ایک شرعی حکم کے بارے میں دریافت نہ کرنا واضح کوتاہی ہے، بلکہ آپ کے خاوند کو چاہیے کہ وہ سانپ کے ڈسنے کے فوراً بعد اس حکم کے بارہ میں دریافت کرتے، خصوصاً کہ آپ نے بتایا ہے کہ سانپ نے اسے رمضان سے ایک دن قبل ڈسا تھا۔ اس لیے آپ کے خاوند کو اس شرعی حکم کے دریافت کرنے میں کوتاہی کرنے پر توبہ واستغفار کرنی چاہیے، اور نادم ہوتے ہوئے آئندہ ایسا نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔

دوم: قرآنِ مجید اور اہل علم کے اجماع کی بنا پر بیماری ان عذروں میں شامل ہوتی ہے جن کی بنا پر روزہ چھوڑنا مباح ہو جاتا ہے۔ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ 'المغنی' میں رقمطراز ہیں:

"اہل علم کا اجماع ہے کہ مریض شخص روزہ چھوڑ سکتا ہے، اس کی دلیل اللہ سبحانہ کا فرمان ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾[1]

"جو کوئی بھی تم میں سے بیمار ہو یا مسافر تو وہ دوسرے ایام میں گنتی پوری کرے۔"

جس مرض کی بنا پر روزہ چھوڑنا مباح ہو جاتا ہے وہ ایسا شدید مرض ہے جو روزہ رکھنے کی وجہ سے اور زیادہ ہو جائے یا پھر روزہ رکھنے کی بنا پر بیماری سے شفایابی میں تاخیر ہوتی جائے۔

1 سورۃ البقرۃ: ۱۸۴

اور اگر بیماری ایسی ہو جس سے شفایابی کی اُمید نہ ہو تو ایسے مریض کو فدیہ دینا ہو گا، اور فدیہ ایک دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔ پھر علمائے کرام اس میں اختلاف کرتے ہیں کہ اگر مریض تنگ دست ہو تو کیا خوشحال ہونے کے بعد اسے فدیہ دینا ہو گا یا ساقط ہو جائے گا؟

اگر مرض سے شفایابی اور علاج کی اُمید ہو تو مریض شفایابی کا انتظار کرے اور شفایابی کے بعد روزوں کی قضا میں روزے رکھے اور اس پر فدیہ نہیں ہو گا، اور ایسے مریض کے لیے روزے چھوڑ کر صرف فدیہ دینا جائز نہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

" ایسا مریض جسے بیماری سے شفایابی کی اُمید ہو، اس کے لیے فوری طور پر روزے رکھنا لازم نہیں، بلکہ اس پر قضا لازم ہو گی، یہ اس صورت میں ہے جب اسے روزہ رکھنے میں واضح مشقت ہو۔"[1]

اور ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"جس مریض کو مرض سے شفایابی کی اُمید نہ ہو، وہ روزہ نہ رکھے بلکہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کرے... یہ اس شخص پر محمول ہو گا جس کے لیے قضا میں روزے رکھنے کی اُمید نہ ہو، لیکن اگر اسے قضاء میں روزے رکھ سکنے کی امید ہو تو پھر اس پر فدیہ نہیں بلکہ وہ قضا کا انتظار کرے، اور جب روزہ رکھنے کی قدرت ہو تو روزہ رکھے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: "تم میں سے جو کوئی بھی مریض ہو یا مسافر تو وہ دوسرے ایام میں گنتی پوری کرے۔"

فدیہ تو اس وقت دیا جائے گا جب قضا میں روزے رکھنے کی امید نہ رہے۔"[2]

ہمیں تو یہی معلوم اور ظاہر ہوتا ہے کہ باقی علم اللہ کے پاس ہے۔ آپ کے خاوند کو جو بیماری اور مرض لاحق ہوا تھا وہ عارضی تھا اور اُس سے شفایابی کی اُمید تھی، اور اللہ تعالیٰ نے شفا نصیب کر دی، اس لیے اس پر اِن روزوں کی قضا میں روزے رکھنا واجب ہیں، جتنے روزے نہیں رکھے تھے، اُنہیں ان ایام کے بدلے مسکینوں کو کھانا دینا کافی نہیں ہو گا۔ لیکن اگر وہ قضا کے روزے رکھنے کے ساتھ بطورِ فدیہ مسکین کو کھانا بھی کھلائے تو بہتر ہے، اور پھر آپ نے بیان کیا ہے کہ اب مالی حالت بھی الحمد للہ بہتر ہے۔

---

۱ المجموع: ۶/۲۶۱_۲۶۲

۲ المغنی: ۳/۸۲

ہر بارہ گھنٹے بعد دوا استعمال کرنے والے شخص کا روزہ چھوڑنا

میں نفسیاتی مریض ہوں اور ڈاکٹر نے مجھے علاج کے لیے ایک دوا دی ہے جو پانچ برس تک کھانی ہے، اور ہر بارہ گھنٹے میں ایک گولی استعمال کرنا ضروری ہے۔ برائے مہربانی یہ بتائیں کہ میں کیا کروں، خصوصاً رمضان المبارک میں کیونکہ روزہ تقریباً پندرہ گھنٹے کا ہوتا ہے، اور اگر میں دوائی دیر سے کھاؤں تو بیماری حملہ آور ہو جاتی ہے؟

جواب: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾[1]

"اللہ کا تقویٰ اپنی استطاعت کے مطابق اختیار کرو۔"

اگر دوا میں تاخیر کرنے سے بیماری واپس آجائے تو روزہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں، اس لیے اگر دن لمبا ہو مثلاً پندرہ گھنٹے کا ہو تو بروقت دوا استعمال کرنے کے لیے روزہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن بعد میں اسے روزہ کی قضا دینا ہوگی اور وہ اس طرح کہ وہ شخص دوا کھانے کے بعد کھانے پینے سے پرہیز کرے گا، اور اس دن کی قضا میں روزہ بھی رکھے گا، کیونکہ روزہ اس نے دوا کھانے کی وجہ سے چھوڑا ہے، اس لیے وہ دوا کھانے کے بعد کچھ نہیں کھائے گا، لیکن اگر دوا میں تاخیر کرنا ممکن ہو اور اس میں اس پر کوئی مشقت بھی نہ ہو تو اس کے لیے تاخیر کرنا لازم ہے، بلکہ وہ دوارات کے وقت استعمال کرلے۔

تاہم اگر اس کے لیے دوا میں تاخیر کرنا ممکن نہیں تو پھر اس پر روزہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں، اور وہ ان ایام کی چھوٹے دنوں میں قضا کرے گا، یعنی سردیوں کے ایام چھوٹے ہوتے ہیں اور بارہ گھنٹوں سے بھی چھوٹے رہتے ہیں، وہ ان ایام میں روزے رکھ لے۔[2]

اگر کسی شخص پر رمضان کے روزے ہوں اور تعداد معلوم نہ ہو!

سوال: میں نے ایک برس ماہواری کے ایام میں روزے نہیں رکھے اور اب تک روزے نہیں رکھ سکی، اور اس پر بہت سال بیت گئے ہیں، میں اب روزوں کے اس قرض کو ادا کرنا چاہتی ہوں، لیکن مجھے معلوم نہیں کہ کتنے ایام کے روزے چھوڑے تھے، اب مجھے کیا کرنا ہوگا؟

---

۱ سورۃ التغابن:۱۶

۲ فتاویٰ نور علی الدرب:۳/۱۲۲۸

جواب: آپ کے ذمہ تین چیزیں واجب ہیں:

پہلی: اس تاخیر پر اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کریں، اور جو سستی ہو چکی، اس پر نادم ہوں۔ آئندہ عزم کریں کہ ایسا کام نہیں کریں گی، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾﴾[1]

"اے مؤمنو! تم سب اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کرو، تاکہ تم کامیابی حاصل کرو۔"

اور یہ تاخیر معصیت ونافرمانی ہے، اور اس سے توبہ کرنی واجب ہے۔

دوسری: اندازے کے مطابق روزے رکھنے میں جلدی کریں، اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، لہٰذا آپ کے ذہن میں جو غالب تعداد آئے، اس کے مطابق روزے رکھیں، مثلاً اگر آپ کے خیال کے مطابق دس روزے نہیں رکھے تو دس کی قضا کریں، اور اگر اس سے زیادہ یا کم کا گمان ہو تو اتنے روزے رکھ کر قضا کریں۔

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾[2]

"اللہ تعالیٰ کسی بھی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔"

اور ایک مقام پر فرمایا: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾[3]

"اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ کا تقوی اختیار کرو۔"

تیسری چیز: اگر آپ میں استطاعت ہے تو ہر یوم کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دیں اور سارے ایام کا کھانا ایک مسکین کو بھی دیا جاسکتا ہے، اور اگر استطاعت نہیں تو پھر آپ کے ذمہ روزوں کی قضا اور توبہ کے علاوہ کچھ نہیں، اور کھانا یعنی غلّہ ہر دن کے بدلے نصف صاع دینا استطاعت والے پر واجب ہے جس کی مقدار تقریباً ڈیڑھ کلو بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا ہے۔[4]

کیمونسٹ حکومت کی بنا پر نماز روزے کا علم نہیں ہوا، کیا اب قضا دی جائے؟

سوال: میں ایک بلغاری مسلمان عورت ہوں، ہم کیمونسٹ حکومت کے ماتحت زندگی بسر کرتے

---

۱ سورۃ النور:۳۱

۲ سورۃ البقرۃ:۲۸۶

۳ سورۃ التغابن:۱۶

۴ مجموع فتاوی ومقالات متنوعۃ از شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ: ۱۵/ ۳۴۲

رہے ہیں، اور اسلام کے متعلق ہمیں کسی بھی چیز کا علم نہیں، بلکہ اکثر اسلامی عبادات ممنوع تھیں، بیس برس کی عمر تک تو مجھے اسلام کا کچھ علم نہ تھا، اور اس کے بعد اللہ کی شریعت پر عمل کرنا شروع کیا، میرا سوال یہ ہے: اس سے قبل میں نے جو نمازیں ادا نہیں کیں، اور روزے نہیں رکھے، کیا اس کی میرے ذمہ قضا ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جواب: **اوّل:** سب سے پہلے تو ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ظالم اور فاجر کمیونسٹ حکومت سے نجات حاصل کر لی ہے، چالیس برس سے زائد مسلمانوں پر ظلم و ستم ہوتا رہا، اور ان کا دینی تشخص ختم کرنے کی کوشش کی جاتی رہی، اور اس مدت میں مساجد کو منہدم کیا گیا، اور کچھ مساجد کو عجائب گھروں میں تبدیل کر دیا گیا، اور اسلامی مدارس پر زبردستی قبضہ کر لیا گیا، اور مسلمانوں کے نام تبدیل کیے گئے، اور اسلامی تشخص کو بالکل مٹانے کی کوشش کی گئی، لیکن.. اللہ تعالیٰ تو اپنا نور مکمل کر کے رہے گا، چاہے کافر ناپسند ہی کریں۔

غرض ۱۹۸۹ء میں کمیونسٹ حکومت اپنی ظلم و زیادتی سمیت ختم ہو چکی جس سے مسلمانوں کو بہت خوشی حاصل ہوئی اور وہ اپنی قدیم مساجد کی طرف پلٹے اور ان کی مرمت کرنے لگے۔ اپنے بچوں کی قرآنِ مجید کی تعلیم دینے لگے، اور مسلمان عورتیں نے پردہ و حجاب کو اختیار کر لیا۔

دوم: بلغاریہ میں مسلمانوں کی ایک نسل نے کمیونسٹ حکومت کے تحت پرورش پائی جسے اسلام کے متعلق کسی چیز کا علم ہی نہ تھا، صرف اُنہیں یہ پتہ تھا کہ وہ مسلمان ہیں، کیونکہ کمیونسٹ حکومت اسلام کی تعلیم میں حائل ہو چکی تھی، اور انہیں دینی تعلیم حاصل کرنے نہ دیتی تھی، بلکہ قرآن مجید بھی اپنے ملک داخل نہیں ہونے دیتی تھی، اور نہ ہی کوئی اسلامی کتاب لے جا سکتا تھا۔ اور یہ لوگ جنہیں اسلامی احکام اور عبادات اور فرائض کا علم نہ تھا، ان کے ذمہ ان عبادات کی قضا میں سے کچھ لازم نہیں، کیونکہ جب مسلمان کے لیے شرعی علم حاصل کرنا ممکن نہ ہو، اور نہ ہی اسے شرعی احکام پہنچے ہوں تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا۔ کیونکہ اللہ سبحانہ کا فرمان ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾[1]

"اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی استطاعت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

---

1 سورۃ البقرۃ: ۲۸۶

"مسلمان اس پر متفق ہیں کہ جو شخص بھی دارِ کفر میں ہو اور ایمان قبول کرنے کے بعد وہ ہجرت کرنے سے عاجز ہو تو جس سے وہ عاجز ہے، اس پر وہ واجب نہیں، بلکہ حسب امکان ہی اس پر واجب ہوتا ہے، اور اسی طرح جب اسے کسی چیز کا حکم معلوم نہ ہو، تو اگر اسے نماز فرض ہونے کا علم نہ ہو، اور کچھ مدت تک وہ نماز ادا نہ کرے، تو علما کے ظاہر قول کے مطابق اس کے ذمہ نماز کی قضا نہیں، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اہل ظاہر کا مسلک یہی ہے، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دو میں سے ایک موقف یہ بھی ہے۔ اور اسی طرح باقی سارے فرائض اور واجبات رمضان کے روزے، اور زکوٰۃ کی ادائیگی وغیرہ بھی۔ اور اگر اسے شراب کی حرمت کا علم نہ ہو اور وہ شراب نوشی کرلے تو مسلمان اس پر حد جاری نہ کرنے پر متفق ہیں، تاہم نمازوں کی قضا میں اُنہوں نے اختلاف کیا ہے۔ اور اس سب کچھ کی بنیاد یہ ہے کہ حکم تو جب ثابت ہوتا ہے جب حصولِ علم ممکن ہو، اور جب کسی چیز کے وجوب اور فرضیت کا علم ہی نہ ہو تو اس کی قضا نہیں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ کئی ایک صحابی رمضان المبارک میں طلوعِ فجر کے بعد بھی اس وقت تک کھاتے اور پیتے رہے جب تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے واضح نہ ہوا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں قضا کا حکم نہیں دیا، اور پھر کچھ صحابی ایسے بھی تھے کہ کتنی مدت تک جنابت کی حالت میں ہی نماز ادا کرتے رہے، اور اُنہیں تیمم کرکے نماز ادا کرنے کے جواز کا علم ہی نہ تھا، مثلاً ابو ذر اور عمر بن خطاب اور عمار رضی اللہ عنہم جب جنبی ہوئے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کو بھی قضا کا حکم نہیں دیا۔

اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ مکہ اور کچھ بستیوں، دیہات وغیرہ میں وہ مسلمان بیت المقدس کی جانب رخ کرکے ہی نماز ادا کرتے رہے، حتیٰ کہ اُنہیں بیت المقدس کی جانب رخ کرکے نماز ادا کرنے کے حکم کا منسوخ ہونا پہنچ گیا، لیکن کسی کو بھی نمازیں دوبارہ ادا کرنے کا حکم نہ دیا گیا، اور اس طرح کی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔

اور یہ اس اصل کے مطابق ہے جس پر جمہور سلف ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کسی بھی جان کو اس کی استطاعت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا، تو شرعی حکم کا وجوب قدرت و استطاعت کے ساتھ مشروط ہے، اور سزا بھی اس وقت ہوتی ہے جب حجت قائم ہونے کے بعد مامور کو ترک کیا جائے، یا پھر کسی ممنوع کام کا ارتکاب کیا جائے۔"[1]

1 مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۱۹/ ۲۲۵ تا ۲۲۷

اور اس بنا پر جن عبادات کے وجوب کا آپ لوگوں کو علم نہیں تھا اس میں کسی کی بھی آپ کے ذمہ قضا نہیں۔ اور آپ کو ہماری یہ نصیحت ہے کہ آپ لوگ شرعی علم حاصل کریں، اور دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کی کوشش کریں، اور اسلامی تعلیمات اور اس پر عمل پیرا ہونے کی پوری جدوجہد کریں، اور نئی نسل کی اسلامی تربیت کریں، تاکہ اپنے ذمے فرائض کو جان سکیں اور مسلمانوں کے خلاف کی جانے والی سازشوں کا مقابلہ کر سکیں، بالخصوص آپ کے ملک میں ہونے والی سازش کا۔ البتہ جو شخص صلاحیت اور امکان کے باوجود دین کا ضروری علم حاصل نہیں کرتا اور نہ ہی اہل علم سے دریافت کرتا ہے تو اس کی بدعملی کا وبال اُسی پر ہے۔

روزے کے فدیہ میں غلہ کی بجائے قیمت ادا کرنا جائز نہیں!

سوال: ایک بوڑھا بیمار آدمی روزہ نہیں رکھ سکتا، کیا اس کی جانب سے غلہ کی بجائے غلہ کی قیمت ادا کرنا جائز ہے؟

جواب: ہمیں یہ اصول یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی اِطعام یا طعام یعنی غلہ دینے کے الفاظ ذکر کیے ہیں تو اس میں ضروری ہے کہ وہ غلہ ہی ہو۔ اللہ نے روزوں کے متعلق فرمایا ہے:

﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾[1]

"اور اُن لوگوں پر جو اس کی طاقت نہیں رکھتے، اُن کے ذمہ ایک مسکین کا کھانا ہے، اور جو کوئی تطوع اختیار کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے، او تمہارے لیے روزہ رکھنا بہتر ہے، اگر تمہیں علم ہو۔" اور قسم کے کفارہ میں فرمانِ ربانی ہے:

﴿فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾[2]

"چنانچہ اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس آدمیوں کو درمیانے درجہ کا کھانا دیا جائے، جو تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو، یا اُنہیں لباس دیا جائے، یا ایک غلام آزاد کیا جائے، اور جو کوئی

---

۱ سورۃ البقرۃ:۱۸۴

۲ سورۃ المائدۃ:۸۹

یہ نہ پائے تو وہ تین یوم کے روزے رکھے، جب تم قسم اُٹھاؤ تو تمہاری قسموں کا کفارہ یہی ہے، اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیات بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔"

اور فطرانہ کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ہر شخص پر ایک صاع غلہ مقرر کیا ہے۔ چنانچہ جن نصوص میں غلہ یا کھانا بیان ہوا ہے وہاں اس کی جگہ قیمت کی ادائیگی کافی نہیں ہوگی۔ اس بنا پر بوڑھا شخص جس کے ذمہ روزہ رکھنے کے بدلے غلہ اور کھانا کھلانا ہے، اس کے بدلے میں غلہ یا کھانا کی قیمت ادا کرنا کفایت نہیں کرے گا، چاہے وہ دس بار بھی قیمت ادا کر دے، پھر بھی ادائیگی نہ ہوگی، اس لیے کہ اس نے نص کے حکم سے انحراف کیا ہے۔

اسی طرح فطرانہ بھی اگر قیمت کی صورت میں ادا کیا جائے تو چاہے دس بار قیمت ادا کی جائے تو گندم وغیرہ کے صاع کی ادائیگی نہ ہوگی، کیونکہ نص میں قیمت بیان نہیں ہوئی۔

اور پھر نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"جس نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ کام مردود ہے۔"

اس بنا پر ہم بڑھاپے کی بنا پر روزہ رکھنے کی استطاعت نہ رکھنے والے بھائی سے گزارش کریں گے کہ وہ ہر یوم کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور اس میں آپ کے لیے دو طریقے ہیں:

پہلا طریقہ: یہ کھانا آپ اُن کے گھروں میں جا کر تقسیم کر دیں، اور ہر ایک شخص کو ایک صاع کا چوتھا حصہ اور اس کے ساتھ سالن کے لیے بھی کوئی چیز دیں۔

دوسرا طریقہ: آپ خود کھانا تیار کروائیں اور مسکینوں کو دعوت دے کر اُنہیں کھانا کھلا دیں، یعنی جب دس روز گزر جائیں تو آپ اُن کے لیے رات کا کھانا تیار کریں اور دس فقرا اور مسکین افراد کو بلا کر اُنہیں کھانا کھلا دیں۔

اور اسی طرح دوسرے باقی دس دس یوم کے بھی دو بار کھلائیں، انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی جب بوڑھے ہو گئے اور روزہ نہ رکھ سکتے تھے تو وہ بھی رمضان المبارک کے آخری روز تیس مسکینوں کو بلا کر اُنہیں کھانا کھلاتے تھے۔[1]

---

۱ مجموع فتاوی ابن عثیمین : ۱۹/۱۱۶